نام کتاب : اُمہات المومنین
مصنف : جناب محمود احمد صواف
مترجم : مولانا عبدالرشید حنیف
مقدمہ : علامہ فیض عالم صدیقی
طباعت : آفسٹ
قیمت : پانچ روپیہ
مطبع : اردو ڈائجسٹ پرنٹرز لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ (پ ۲۱، قرآن)
"نبی ایمان والوں کے ساتھ خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں"

سلسلہ مطبوعات ۲۵

اُمّہاتُ المؤمنینؓ [redacted]

* تالیف جناب محمود احمد [redacted]
* ترجمہ: مولانا [redacted]

مقدمہ

علامہ حکیم فیض عالم صدیقی

مکتبہ علوم اسلامی یمن آباد جھنگ صدر

نام کتاب —— اُمّہات المؤمنینؓ

بار اول —— تعداد ایک ہزار

تالیف —— جناب محمود احمد صواف

ترجمہ —— مولانا عبدالرشید حنیفؒ

مقدمہ —— علامہ حکیم فیض عالم صدیقی

قیمت ——

کتابت —— قاری حبیب احمد جہلم

مطبع —— اردو ڈائجسٹ پرنٹرز ۲۲ سرکلر روڈ لاہور

ملنے کے پتے

۱۔ مولانا عبدالرشید حنیف مکتبہ نشر علوم اسلامی سمن آباد جھنگ صدر

۲۔ علامہ حکیم فیض عالم صدیقی محلہ ستریاں جہلم

تعارف وتبصرہ

ازرشحات قلم علامہ حکیم فیض عالم صدیقی مدظلہ العالی

اُمّہات المؤمنینؓ کی مقدس، مطہر اور مزکی ذاتوں کے متعلق آج تک سینکڑوں کتب لکھی گئیں جو ہزاروں بلکہ لاکھوں صفحات سے متجاوز ہوں گی۔ اور تا قیامت لکھی جاتی رہیں گی۔ اور لکھنے والوں کے لئے ذریعہ نجات بنتی رہیں گی۔ اُمہات المؤمنینؓ میں سے ہر ایک اپنی ذات، صفات، کردار و عمل، اخلاص و ایثار، ایمان و ایقان فیاضی و بخشش، جود و عطا، علم و فضل رحم و عطا اور اپنے حسنِ کردار کی مثال آپ تھیں۔

لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ کے تمغہ یزدانی کے بعد ان کی بلند مرتبت تقدس مآب ذاتوں کے متعلق ہم جیسے بدعمل اور خطا و نسیان کے پتلوں کا تعریف کرنا بھی ایک قسم کا سوءِ ادب ہے مگر الامر فوق الادب کے مصداق فاضل مترجم کے سامنے سرِ تسلیم خم ہے۔

اُمہات المؤمنینؓ میں سے کسی ایک اُمّ المؤمنینؓ کے متعلق جب کسی سعید وجود نے اس سعادت سے مسعود ہوتے ہوئے ثواب دارین حاصل کرنے کے شرف سے سعادت پائی تو بعض اوقات بعض قارئین نے دورانِ مطالعہ ایک نامعلوم سا خلا محسوس کیا۔

فاضل مؤلف کی یہ تالیف بھی جو بقول خود ان کے اُمہات المؤمنینؓ کی مقدس

ذاتوں پر اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہے، کما حقہ، ان کے ادعا کی ترجمانی کرنے سے کسی حد تک تشنہ معنی ہی سمجھی جاتی ہے۔

یہ بجا ہے کہ اغیار کے سوقیانہ اور مبتذل قسم کے اعتراضات کے جوابات میں فاضل مؤلف نے کافی مواد فراہم کیا ہے مگر جو لوگ اسلامی اقدار کے مشعل بردار کا جامہ دربر کر کے اپنے ہی خرمن ایمان پر برق صاعقہ بن کر گر رہے ہیں اور ان کے ساتھ۔ بے دستار ابرار اور بے ہنر احرار بھی برسر پیکار اغیار کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں ان کے "ذکر خیر" کا اس تالیف میں کوئی ذکر نہیں[1]

گویا یہ گوشہ بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے کہ وہ لوگ کون ہیں؟ کیا ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ ان کا مالہٗ و ماعلیہ کیا ہے اور ان کا اخلاق اور علمی حدود اربعہ کیا ہے۔ مسلمان کہلاتے ہوئے بھی دن رات امہات المؤمنینؓ کی پاکیزہ ذاتوں کو اپنی ناپاک اور نجس زبانوں سے سبّ و شتم کا نشانہ بنائے رہتے ہیں جنہوں نے قرآن کے صریحاً واضح ارشادات کو جھٹلایا۔ جنہوں نے اپنے ایک جھوٹ فریب، دجل اور خدع کو چھپانے کے لئے ہزاروں جھوٹ تراشے جن کا اوڑھنا اور بچھونا جن کی عبادت اور بندگی صرف سبّ صحابہؓ رہ گئی ——

لہ: حالیہ انٹی مرزائی تحریک کے دوران (۱۹۷۴ء ۱۲ر مئی تا ۱۲ر جون) میری ان گنہگار آنکھوں نے اس قسم کے کئی مناظر دیکھے کہ بڑے بڑے مدعیان "حاملین کتاب و سنت" اس نے میں بہکتے ہوئے ذلت کے ان مقامات پر پہنچ گئے جہاں علی الاعلان "سبّ صحابہؓ اور امہات المؤمنینؓ" کے وظائف دہرائے جاتے رہے۔

عیّار اور شاطر اغیار نے ہم میں سے ہی اخیار کے لباس میں اشرار کا ایک ایسا گروہ تیار کر کے اسلامی اقدار کو مسمار کرنے پر مقابل لا کھڑا کیا کہ اس دام ہمرنگ میں ایسے ایسے جغادری پھنسے اور پھنستے چلے گئے[1]

یہاں ان کا استیعاب ممکن ہے نہ تفصیلی بیان کا موقعہ۔ یہ تالیف صرف امہات المؤمنینؓ کی مقدس اور مطہر ذاتوں سے متعلق ہے۔ اور مجھے اسی ضمن میں صرف چند باتیں آپ سے بیان کرنا ہیں۔ اس موضوع پر سب سے بڑا اعتراض براہ راست نبی علیہ السلام کی ذات پر کثرت ازواج کے ضمن میں ادیانِ باطلہ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ مجھے یہاں ایک لطیفہ یاد آگیا ہے ۱۹۳۳ء کا زمانہ تھا اور میرا عنفوان شباب نیا نیا عملی دنیا میں وارد ہوا تھا۔ طبیعت میں جوش، خون میں حرارت، جسم میں توانائی —— یہ سب باتیں اس بات کی مقتضی تھیں کہ جو سامنے آئے اس سے بھڑ جاؤں۔ حصولِ معاش کے سلسلہ میں کشمیر کے نوے فیصدی ہندو اکثریتی ضلع کٹھوعہ میں پہنچا دیا۔ ہندو مذہب سے واجبی سی واقفیت تھی۔ جس ادارہ میں میری تعیناتی ہوئی وہاں کا تمام عملہ سوائے میرے ہندو تھا۔ ایک شاستری پنڈت نے مجھے پہنچتے ہی آڑے ہاتھوں لیا۔ کہ مسلمانوں کا عجب دین ہے کہ مرد ایک اور اس کے لئے عورتیں چار اور پھر مسلمانوں کے نبیؐ نے اپنے لئے کسی تعداد پر کفایت نہ کی۔ میں نے جواب کی راہیں تلاش کیں، علمی جواب دیئے، فلسفے بگھارے مگر بات نہ بنی —— میں گھبرا کر بھاگ نکلا۔ ان دنوں لاہور انار کلی اور مال روڈ کے

لہ: [illegible] کی کتاب خلافت و ملوکیت کا مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ دنیائے شیعیت کی وہ افسانوی [illegible] کو شوگر کوٹڈ گولیوں کی شکل میں ہمارے گلوں سے نیچے اتارنے کی کوشش کی گئی ہے

سنگھم پر چند کباڑیے پرانی کتابیں بیچتے تھے۔ میں نے بالکل غیر ارادی طور پر وہاں سے کتا
الٹنی پلٹنی شروع کر دیں۔ اچانک ایک بوسیدہ سی کتاب کا ایک صفحہ سامنے آگیا اس
لکھا دیکھا۔

دروپدی رانی مہا بھوانی ارجن جی کی ناری ۔ پانچوں پانڈو اس کو بھوگیں اپنی اپنی باری
کہو یہ کیا دھرم ہے ۔ گویا یہ ایک غیبی مدد تھی ۔

مجھے وہیں سے حق پرکاش کا نسخہ بھی مل گیا ۔ اب میں بردوش ہوا اس
واپس پہنچا اور پنڈت جی کو جا للکارا۔

ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے اسلام میں تو ایک مرد کے لئے
چار عورتیں ہیں اور وہ بھی خاص شرائط اور پابندیوں کے تحت ۔ مگر تمہارے
مذہب میں ایک عورت یعنی دروپدی کے پانچ خاوند پھر سیتا کا اغوا

جو سیتا ستونتی ہوتی کاہے کو راون ہرتا
ستونتی سراپی پربت جل گئی راون سر پہ نہ جلتا ۔ کہو یہ کیا دھرم ہے

اور آج تک ہندو راون کا مجسمہ بنا کر جلاتے ہیں ۔ اور کرشن جی مہاراج جو سو
کلا سمپورن یعنی مجسم خدا تھے کئی ہزار گوپیوں سے بھوگ کرتے رہے ۔

عدو شر برانگیزد کہ خیرِ ما درآں باشد ـــ میں ہمہ تن ہندو مذہب
مطالعہ میں جُٹ گیا ۔ مگر پاکستان بن گیا اور آں قدح بشکست آں ساقی نم
اسی قسم کے اعتراضات یہودیوں اور عیسائیوں کی طرف سے بھی کئے گئے
مگر یہودی اور عیسائی آج تک یہ نہیں بتا سکے کہ انہوں نے کثرتِ زوجات
معاملہ میں کیا اصلاح کی ہے ۔

انجیل متی باب ۲۵ میں ایک دُلہا کے ساتھ دس کنواریوں کی شادی
کا ذکر ہے جن میں سے ۵ دُلہا کے ساتھ گئیں اور پانچ پیچھے رہ گئیں ۔ حضرت
داؤد علیہ السلام کی کتنی بیویاں تھیں ، اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی کتنی بیویاں
تھیں ـــ؟

اگر ادیانِ باطلہ کی طرف سے کئے گئے اس قسم کے اعتراضات کے جواب
دئے جائیں تو بجائے خود یہ ایک ضخیم کتاب بن جائے گی ۔

مجھے یہاں صرف اُمہات المومنینؓ کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے ۔ اور وہ بھی
اپنوں کی طرف سے کئے گئے اعتراضات کے جواب ہیں ۔

اصل بات تو یہ ہے کہ سورۂ احزاب کی آیات نمبر ۳۲ تا ۳۴ کے بعد
کسی انسان کا اس موضوع پر گفتگو کرنا ہی لاحاصل ہے ۔ میں یہاں بقول
قرآن امامیہ سے ان آیات کا ترجمہ نقل کرتا ہوں ۔

"اے نبیؐ کی عورتو! اگر تم پرہیزگاری کرو تو تم اور عورتوں کی مانند نہیں ہو
پس دبی زبان سے باتیں نہ کیا کرو کہ وہ شخص جس کے دل میں روگ ہے
کسی طرح کا لالچ کرے اور نیک (یعنی شک سے پاک) باتیں کیا کرو اور اپنے
گھروں میں (عزت و وقار سے) بیٹھی رہو اور قدیم جاہلیت کا سا بناؤ سنگار
کر کے باہر نہ نکلا کرو ۔ اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (برابر) اللہ
اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتی رہو اے اہل بیت (یعنی نبی کی
بیویو) سوائے اس کے نہیں ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کے رجس
کو دور کر دے ، اور تم کو ایسا پاک کر دے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے ۔

اور تمہارے گھروں میں خدا کی آیتیں اور حکمت کی باتیں جو پڑھی جاتی ہیں اُنہیں یاد رکھو۔ بے شک خدا تعالےٰ بڑا باریک بین (اور) خبردار ہے" یہ آیات اس بات پر نص قطعی کا حکم رکھتی ہیں رسول پاکؐ کی بیویاں ہی اہل بیت میں داخل ہیں۔ یہاں شادی شدہ بیٹیاں یا داماد یا نواسے مراد لینا مترادف بہ تحریف قرآن ہے۔ اس لئے کہ یہ آیات اُمہات المؤمنینؓ کے بارے میں اُتری ہیں۔ حضرت عکرمہؓ تو بازاروں میں منادی کرتے رہے کہ یہ آیات نبی علیہ السلام کی بیویوں کے بارے میں خاصتہً نازل ہوئی ہیں (ابن جریر) ابن ابی حاتم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی یہی مروی ہے۔ حضرت عکرمہؓ تو یہاں تک فرماتے تھے کہ اس بارے میں مجھ سے جو چاہے مباہلہ کرے۔ کہ یہ آیات نبی علیہ السلام کی زوجات کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اور یہی ان کا شانِ نزول ہے۔

پھر ان آیات میں تمام صیغے۔

لَسْتُنَّ۔ قَرْنَ۔ بُيُوتِكُنَّ۔ تَبَرَّجْنَ۔ اَقِمْنَ۔ اٰتِيْنَ۔ اَطِعْنَ جمع حاضر مونث کے استعمال ہوئے ہیں جن کا صریحاً اور صاف مطلب یہ ہے کہ یہ آیات اُمہات المؤمنین کی شان میں نازل ہوئی ہیں صرف ایک صیغہ عنکم جمع مذکر حاضر کا ہے اور قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ایسا طرزِ بیان موجود ہے[1]

[1]: قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مؤنث کی جگہ مذکر کے صیغے استعمال ہوئے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو (بقیہ حاشیہ صفحہ ۹)

(حاشیہ بر صفحہ ۸) اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ (سورہ یوسف) وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ (تحریم)، وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ (آل عمران)، وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ (تحریم۔ آل عمران) اَتَعْجَبِينَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (ہود ۳۰، ۷)

مگر یہ باتیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو قرآن پڑھا جانتے ہوں اور اسے سمجھتے ہوں یا کم از کم سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن مرزا یوسف حسین صاحب کی قسم کے "کھلاڑی" کی سمجھ سے باہر ہے جو نبات اور ربائب کے معنی بھی نہیں جانتے۔ جنہیں اگر کسی مقام پر کوئی آیت لکھنے کی ضرورت پڑے تو ایک آیت بھی صحیح نہیں لکھ سکتے۔ یہ ان لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک سزا ملی ہے یعنی جو لوگ ازواج النبیؐ اور بنات النبیؐ اور اصحاب النبیؐ پر تبرا کو ایک فریضہ سمجھتے ہیں ان کے سینوں میں نور قرآن کا گزرنا محال ہو جاتا ہے۔

میرے پیش نظر اس وقت مرزا یوسف حسین کی تالیف "البتول فی وحدت بنت رسولؐ" ہے چھوٹی تقطیع کے ۱۲۸ صفحات پر مشتمل اس کتابچہ میں مؤلف نے اپنی علمیت کے بڑے جوہر دکھائے ہیں۔ مگر قرآن مجید کی جس قدر آیات حوالجات کے طور پر لکھی ہیں سب غلط لکھی ہیں۔ "حقیقت مذہب شیعہ" کی اشاعت پر جلاء العیون کا نام سہواً کتابت سے جلال العیون لکھا گیا تو "المبلغ" سرگودہا نے اسی ایک غلط کو مرض موت بنا کر بری جہالت اور کم علمی کا پوسٹ مارٹم شروع کر دیا مگر کتاب کے نفس مضمون کو گول کر گئے۔ میں ان کی توجہ ان کے اپنے علامہ اور مبلغ اسلام مرزا یوسف حسین صاحب کی تالیف "البتول فی وحدت بنت رسولؐ" کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ حضرت اپنے علامہ کی علمیت پر اب کیا فرماتے ہیں؟ جو بنت رسولؐ جیسے مختصر کتابچہ میں ایک آیت تک صحیح نہ لکھ سکے تفصیل کے لئے دیکھئے راقم کی تالیف "مقام صحابہؓ"

اُمہات المؤمنینؓ پر یہود و مجوس کے گٹھ جوڑ سے تیار شدہ گروہ نے جس محسوس اور غیر محسوس انداز سے حملے کیے ہیں ان کا احاطہ اس مختصر سے مقدمہ میں تقریباً تقریباً ناممکن ہے۔ بظاہر تو یہ لوگ اُمہات المؤمنینؓ کی تعریف کرتے نظر آتے ہیں جس سے سو فیصدی عوام اور کسی حد تک خواص بھی متاثر ہو کر انہیں کی سی کہنے لگ جاتے ہیں۔ مگر بباطن ان کی تمام تعریف کا مطلب تضحیک اور استہزا کا پہلو لیے ہوتا ہے۔

(۱) سیدہ خدیجہؓ :۔ اُم المؤمنینؓ سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کے متعلق یہ بات تواتر کی حد تک صحیح ہے کہ آپ کا پہلا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا۔ اور پہلے شوہر کے مرنے کے بعد دوسرا نکاح ابو ہالہ نہد بن نباس تمیمی سے ہوا اور ان دونوں سے آپ کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ مگر اس فرقہ کے لوگ کہتے ہیں آپ کنواری تھیں۔ چنانچہ "البتول فی بنت وحدت رسولؐ" میں مرزا ابو یوسف حسین کسی ناصر حسین کا فتوے نقل کرتے ہیں۔

"و باللہ التوفیق قول اصح یہی ہے کہ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کا کوئی شوہر سوائے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھا اس امر کا ثبوت کتاب البدع المحدثہ سے بخوبی ہوتا ہے ص۸۹ حالانکہ اس سے پہلے اسی کتاب میں مرقوم ہے کہ احمد بلاذری اور ابوالقاسم نے اپنی کتابوں میں اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے شافی میں اور ابو جعفر نے تلخیص میں بیان کیا ہے کہ جب حضرت خدیجہؓ کا عقد آنحضرتؐ سے ہوا تو وہ باکرہ تھیں یعنی پہلے شوہروں سے بکارت محفوظ رہی۔ (مناقب آل ابی طالب ج۱ ص۱۰۹ طبع بمبئی

سنہ ۱۳۱۷ھ مرأۃ العقول جلد اول ص۳۵۲ (بحوالہ بنت رسولؐ ص۸۸)

اسی کتاب میں مرقوم ہے کہ۔ متعدد کتب میں ہے کہ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کا عقد اولاً عتیق بن عامر مخزومی سے ہوا۔ ان سے ایک دختر پیدا ہوئی ان کے بعد ابو ہالہ بن زرارہ سے اسیدی تمیمی سے ہوا۔ ان سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام ہند تھا۔ ابو ہالہ نے مکہ میں انتقال کیا۔ ان کے بعد آنحضرتؐ سے عقد ہوا جب ان کی عمر چالیس سال اور آنحضرتؐ کی عمر ۲۵ سال تھی[1]

اس گروہ کا ایک مخصوص اندازِ تحریر ہے۔ کہ وہ ہر بات کے بموجب ارشاد اپنے مزعومہ امام کے ستر پہلو رکھ کر بات کرتے ہیں۔ چونکہ ہر بات کذب، بہتان اور افترا کے ہیولیٰ سے تیار کی جاتی ہے اس لئے بروقت ضرورت کوئی نہ کوئی پہلو بچ نکلنے کا محفوظ رکھتے ہیں۔ حضرت سیدہ خدیجہؓ کے متعلق اس قسم کے متضاد اقوال اس لیے پیش کیے گئے ہیں کہ:۔

۱۔ نبی علیہ السلام کی دوسری زوجات کو نشانۂ تضحیک بنایا جائے کہ وہ تو سب کی سب ثیب تھیں (سوائے سیدہ عائشہؓ کے)

۲۔ نبی علیہ السلام کی چار بیٹیوں میں سے تین کا انکار کیا جائے۔

انتہائی حیرانی سے کہنا پڑتا ہے کہ سیدہ خدیجہؓ کا بیوہ ہونا اور پہلے خاوندوں سے اولاد کا ہونا کس طرح ان کے شرف و مجد کا نقیض ہو سکتا ہے اور پھر سیدہ زینبؓ، رقیہؓ اور ام کلثومؓ کا سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن سے اور نبی علیہ السلام کے صلب سے ہونا کس طرح ان کی تقدس مآب ذات کے لئے باعثِ ہتک ہو سکتا ہے اور پھر لطف یہ کہ جو واقعات

[1] اساس الاصول مصنفہ دلدار علی شیعہ مجتہد ص۶۵

فریقین کی بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں کتابوں میں موجود ہیں ان سے انکار کرنا کیا ان مقدس مطہر اور مزکّی ہستیوں کے لئے باعثِ ہتک نہیں

؏ خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

شیعوں کی مشہور کتاب زاد المعاد میں ہے خداوندا تو صلوٰت بھیج نبی کی دختر رقیہؓ پر اور لعنت بھیج جس نے اس کے بارے میں نبی کو اذیت دی۔ خداوندا درود بھیج نبی کی دختر ام کلثومؓ پر اور اس پر لعنت بھیج جس نے اس کے بارہ میں نبی کو اذیت دی۔

"کیا جواب دیں گے اس دن یہ لوگ جب سیدہ زینبؓ، رقیہؓ اور ام کلثومؓ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہو کر فریاد کریں گی کہ الٰہ العالمین کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہمیں تیرے پیغمبر کی اولاد سے خارج قرار دیا۔"

"کیا منہ دکھائیں گے اس روز وہ لوگ جن کے خلاف سیدہ طاہرہؓ استغاثہ لے کر کھڑی ہوں گی کہ رب العالمین کیا سزا دی تو نے ان لوگوں کو جنہوں نے بظاہر میری محبت کی آڑ میں میری اولاد کو غیر کی اولاد قرار دیا۔"

"اور کیسے سامنا کریں گے اس وقت کا وہ انسان جب نبی علیہ السلام خود اللہ تعالیٰ کے حضور میں فریاد کریں گے کہ رب العزت کیا سزا ہے ان لوگوں کی جنہوں نے میرے مرنے کے بعد میری اولاد کو بھی دوسروں کی اولاد بنانے میں ذرہ بھر شرم نہ کی۔"

۲- **ام المؤمنین سیدہ سودہؓ** نے سیدہ عائشہؓ کی رخصتی کے بعد اپنا وقت انہیں دے دیا گویا اپنی ذات پر اپنے محبوبؐ کی محبوبہؓ کو تقدیم دی۔ عشق میں ایثار ان ہی خصوصیات میں سے ہے۔ مولف موصوف کو آپ کی

وفات کے متعلق زبردست تسامح ہوا ہے۔ آپ کی وفات سیدنا فاروق اعظمؓ کی خلافت کے زمانہ میں ہوئی۔

مرویات کی تعداد صحیح بخاری میں ایک سنن اربعہ میں چار

۲- ام المؤمنین صدیقہ کائنات سیدہ عائشہؓ بنت صدیق اکبرؓ

آپ کی ذاتِ اقدس سے روافض کو انتہائی بغض ہے۔ اس بغض کی اولین وجہ یہ ہے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے نام نہاد مقدمہ فدک[1] کے متعلق صدیقہؓ کائنات کی طرف سے وراثت کا مطالبہ نہ ہوا۔ اور یہ نام نہاد مقدمہ ختم ہو گیا۔ چونکہ فدک کی اگر بحیثیت بیٹی سیدہ فاطمہ حقدار تھیں تو بحیثیت زوجہ سیدہ عائشہؓ اور دیگر ازواج بھی حقدار تھیں۔ اور دوسری وجہ واقعہ جمل ہے۔ صدیقہؓ کائنات کی صداقت مآب ذات پر سب سے بڑا اعتراض معترضین اور منکرین کی طرف سے سیدنا علیؓ کے خلاف جنگ کرنے کا ہے۔ مگر آج تک باوجود اس بات کے کہ تمام تاریخوں میں مذکور ہے کہ "جنگ جمل" کے فریقین کے دلوں میں اس بات کا خیال تک نہ تھا کہ ہمارے درمیان جنگ ہو گی اور فریقین کے آمنے سامنے ہونے کے بعد افہام و تفہیم کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اور قریب تھا کہ معاملہ ختم ہو جاتا۔ مگر سبائیوں کے لئے سیدہ عائشہؓ اور سیدنا علیؓ کے درمیان صلح کا ہونا ان کی گردنوں کا تلواروں کے نیچے آنا تھا۔ انہوں نے ایک رات بالکل بے خبری کی حالت میں سیدہ عائشہؓ کے

---

[1] فدک کی تفصیلی بحث کے لئے راقم کی تالیف حقیقت مذہب شیعہ کا مطالعہ کیجئے۔
ملنے کا پتہ:- مکتبہ نشر علوم اسلامی سمن آباد جھنگ صدر

لشکریوں پر حملہ کر دیا۔ موصوفہ کے لشکریوں نے سوچا کہ سیدنا علیؓ نے وعدہ خلافی کر کے ہم پر حملہ کر دیا ہے۔ بس وہ بھی اسلحہ بند ہو کر میدان میں پہنچ گئے اور لڑائی ترازو ہو گئی۔

صدیقہؓ کائنات کا مقصد صرف قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینا تھا اور وہ تمام سیدنا علیؓ کے لشکر میں تھے چنانچہ جب صدیقہؓ کائنات سے پوچھا گیا کہ قاتلین عثمانؓ کون ہیں تو آپ نے فرمایا انہم معروفون انہم بطانۃ علی ورؤساء اصحابہ یعنی یہ لوگ تو جانے پہچانے ہیں یہ سب علیؓ کے معتمد رازدار اور ان کے رفقاء کے سربراہ ہیں۔

(البدایہ ج ۷ صـ ۲۳۲ - اخبار الطوال صـ ۱۵۲)

آپ کے پیش نظر صرف مفسدین کی سزا دہی سے حالات کی اصلاح رہی تھی نہ کہ آپ نے سیدنا علیؓ کی خلافت کے خلاف جیسے فتح الباری میں محدث المہلب کا یہ قول نقل ہے ان احداً لم ینقل ان عائشۃؓ ومن معہا نازعوا علیاً فی الخلافۃ ولا دعوا احد منہم لیولوہ الخلافۃ (ج ۱۳ صـ ۵۳) کسی ایک نے بھی یہ روایت نقل نہیں کی کہ حضرت عائشہؓ نے اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے انہوں نے خلافت کے معاملہ میں علیؓ سے کوئی تنازعہ کیا اور نہ انہوں نے یہ دعوی کیا کہ ان میں سے کسی کو (طلحہؓ یا زبیرؓ) خلافت پر قائم کیا جائے سبحان اللہ! خون عثمانؓ کی بیعت تو شہادت عثمانؓ سے تقریباً ۲۴ سال پہلے لی جا چکی تھی۔ - آخا مقا لحدیدوا لاخذ بید عثمان علی رؤس الصحابۃ یعنی صلح حدیبیہ کے وقت پھر وہ لوگ جو اس بیعت میں موجود تھے

وہ کیوں قاتلین عثمانؓ کے خلاف کھڑے نہ ہوتے اور صدیقہؓ کائنات کے علاوہ کون ایسے موقعہ پر ان کی قیادت کا مقام رکھتا تھا چنانچہ ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب جلد ۲ صـ ۴۱۸ پر کلینی کے حوالے سے لکھا ہے حضرت رسولِ خدا یک دست خود بر دست دیگر زد برائے عثمانؓ بیعت کرد اور اللہ تعالے نے اسی بیعت کرنے والوں کے متعلق فرمایا لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ یقیناً اللہ راضی ہوا ان مومنوں سے جبکہ وہ درخت کے نیچے تم سے (اے رسولؐ) بیعت کر رہے تھے وہ جانتا تھا کہ ان کے دلوں میں کیا ہے۔ خدائے علیم وخبیر کے علم میں تھا کہ قصاص عثمانؓ کی جو بیعت لی جا رہی ہے اس کی تکمیل سیدہ کائناتؓ کے ہاتھوں انجام پذیر ہو گی۔

یہی وجہ تھی کہ لڑائی کے خاتمہ پر سیدنا علیؓ صدیقہؓ کائنات کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں عزت و احترام سے مدینہ روانہ کیا اور چند منازل تک حضرات حسنینؓ کو ان کے ساتھ روانہ کیا اور یہ فرمایا کہ ہمارے درمیان کوئی رنجش نہیں سوائے اس کے کہ جیسی کسی وقت سسرال والوں کے ساتھ ہو جاتی ہے صدیقہؓ کائنات کا مقام تو سیدنا علیؓ کی نظروں میں بہت بلند تھا۔ جنگ جمل تو در کنار آپؓ جنگ صفین کے فریق مخالف کو بھی مسلمان سمجھتے تھے۔ چنانچہ اس جنگ کے بعد جو گشتی مراسلہ سیدنا علیؓ نے تمام شہروں میں بھیجا وہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ سیدنا معاویہؓ یا اہل شام کو بھی کن نظروں سے دیکھتے تھے۔

وکان بدء امرنا التقینا والقوم اھل الشام فالظاھر ان ربنا واحد ونبینا

واحد ودعوتنا فی الاسلام واحدۃ الخ"۔ اور ہمارے معاملہ کی ابتداء یہ ہوئی کہ ہم میں اور اہل شام میں مقابلہ ہوا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے ہمارا اور ان کا نبی ایک ہمارا اور ان کی دعوتِ اسلام ایک اللہ پر ایمان رکھنے اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں نہ ہم ان سے زیادہ اور نہ وہ ہم سے زیادہ پس معاملہ واحد ہے سوائے اس کے کہ ہم میں اور ان میں خونِ عثمانؓ کی بابت اختلاف ہوا حالانکہ ہم اس سے بری ہیں" (نہج البلاغۃ جزو ثانی ص ۱۵۹)

اسی جنگ جمل کے سلسلہ میں صدیقہؓ کائنات کو واقعہ الحوب کی طرف گھسیٹا جاتا ہے اور علم وعقل سے بے خبروں کا ایک گروہ ہانک لگائے جا رہا ہے کہ کاش سیّدہ عائشہؓ بصرہ کا سفر نہ فرمائیں اور آپ پر الحوب کے کتے نہ بھونکتے۔

روافض نے تو اپنے قلبی بغض اور عناد کی وجہ سے اس واقعہ کو شہرت دی اور اچھالا اور اس سے ان کا مقصد سیّدہ عائشہؓ کو نعوذ باللہ خطا کار ثابت کرنا تھا۔ مگر اہل سنّت والجماعت رہبری مراد اہل سنت والجماعت سے وہ گروہ ہے جو بنیادی طور پر کتاب سنت کا حامل ہے اس میں اہلحدیث اور احناف کی دونوں شاخیں یعنی دیوبندی اور بریلوی شامل ہیں) کے علماء اور خطیب حضرات جب کبھی جنگِ جمل کا ذکر کرتے ہیں تو بڑے سوز ودرد سے نہایت رقت انگیز الفاظ میں لہک لہک کر کہتے ہیں کہ کاش حضرت امّ المؤمنینؓ بصرہ کا سفر نہ فرمائیں اور آپ پر الحوب کے کتّے نہ بھونکتے۔ ایسے بے خبر لوگوں کو وہ واقعہ بیان کرنے کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی ہے جس کا انہیں علم ہی نہیں۔ ان عقل کے اندھوں، بصیرت کے عاری، بصارت سے محروم ہوش وخرد سے بیگانوں کو آج چودہ سو سال

گذرنے کے بعد یہ جرأت کس طرح پیدا ہوئی ہے کہ وہ صدیقہؓ کائنات پر بہتان تراشی کرکے اپنے ایمان سے ہی دستبرداری کا سامان بہم پہنچائیں۔

قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو بے چارے یہ کیا جانیں دو رکعت کے امام

اصل واقعہ تقریباً تمام مروّجہ تاریخوں میں موجود ہے مگر جس طرح ان جہلا[۱] کی نظروں سے آج تک علویوں کا وہ بدکردار اور بدقماش گروہ باوجود اس بات کے کہ تمام کتب تاریخ میں ان کا ذکر موجود ہے پوشیدہ رہا[۱] اور واقعہ حرّہ کے ایک معمولی پولیس ایکشن پر ٹسوے بہاتے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح الحوب کے کتّوں کے مروڑ میں ہلکان نظر آتے ہیں[۲]۔

شیعوں کی وضعی اور من گھڑت روایات میں سے ہے کہ بصرہ کے راستہ میں سیّدہ عائشہؓ پر الحوب کے مقام پر کتّے بھونکے۔ تو آپؓ نے پوچھا کہ یہ کونسا مقام ہے۔ جواب ملا کہ الحوب۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے واپس کر دو۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سُنا تھا کہ تم میں وہ کون ہوگی جس پر الحوب کے کتّے بھونکیں گے۔

طبری نے اپنے تقیّہ کی آڑ میں اس پر ایک پورا باب باندھا ہے اس روایت کا اصل خالق وہی ابو مخنف ہے جس نے واقعہ کربلا کے ۱۲۵ سال بعد کربلا کے واقعات تراشے[۳]۔ جس کے متعلق مجاہد اعظم کے شیعہ مؤلف کو بھی لکھنا پڑا کہ ابو مخنف کا لکھا ہوا کوئی واقعہ بھی صداقت کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔

۱۔ ان کی تفصیل میری تالیف "عترتِ رسولؐ" میں دیکھئے۔

۲۔ تفصیل کے لئے میری تالیف حقیقت مذہب شیعہ دیکھئے۔ ۳۔ واقعہ کربلا کے صحیح حالات کیلئے میری تالیف "واقعہ کربلا" مستند شیعہ کتب کی روشنی میں دیکھئے۔

الحوب کا اصل واقعہ یہ ہے ۶ ھ میں نبی علیہ السلام نے زیدؓ بن حارثہؓ کو ایک سریہ پر متعین کر کے بنو فزارہ کی طرف بھیجا۔ اس سریہ میں ام قرفہ نامی ایک عورت معہ اپنی بیٹی اُم زمل سلمٰے کے گرفتار ہو کر آئی۔ اُم قرفہ واجب القتل تھی اور اپنے انجام کو پہنچی مگر اُم زمل سلمٰے لونڈی کی حیثیت سے صدیقہ کائناتؓ کو دے دی گئی۔ آپ نے اُسے آزاد کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ ایک روز چند عورتیں معہ اُم زمل آپ کی خدمت میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ کہ نبی علیہ السلام تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ تم میں سے وہ کون ہو گی جس پر الحوب کے کُتے بھونکیں گے پھر یہ عورت اپنی قوم میں چلی گئی اور مرتد ہو گئی۔ (معجم البلدان جلد ۲ صفحہ ۳۵۲ یاقوت حموی)

صدیق اکبرؓ کے زمانے میں جب چند طالع آزماؤں نے نبوت کا دعویٰ کیا جن میں طلیحہ بن خویلد اسدی بھی تھا، غطفان، ہوازن، اسد اور طے کے قبائل کے بہت سے لوگ اس کے ساتھ مل گئے۔ حضرت خالد نے انہیں شکست فاش دے کر اُن کی طاقت کو منتشر کر دیا۔ سلمٰے اس لشکر میں موجود تھی جس کے دل میں اپنی ماں کے قتل اور قوم کی تباہی کا کینہ بھرا ہوا تھا۔ طلیحہ بھاگ کر یمن چلا گیا اور مذکورہ قبائل کے منتشر افراد الحوب کے مقام پر جمع ہوئے۔ اور انہوں نے اسی سلمٰے بنت مالک کو اپنا سردار بنا لیا۔

حضرت خالدؓ کو معلوم ہوا تو اس طرف متوجہ ہوئے۔ سلمٰے اپنے لشکر کو مقابلہ پر لے آئی تو اس کی ناقہ کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ ناقہ گر پڑی اور سلمٰے مقتول ہوئی (تاریخ اسلام اکبر شاہ خان ج ۱ صفحہ ۲۹۲)

چنانچہ مصنف معجم البلدان لکھتا ہے کہ فکانوا یرون انھا التی۔ جس پر الحوب کے کتے بھونکنے کی طرف اشارہ تھا وہ سلمٰے تھی۔

علی امام کے باپ امداد امام نے اپنی تالیف مصباح کے صفحہ ۲۹۵ پر اور ابن ابی الحدید نے وانھا التی تبحھا کلاب کے لفظ لکھ کر دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ طبری نے ابو مخنف کی اسناد ترک کر کے اپنی اسناد لکھی ہیں۔ جو سب کی سب مجہول الکذاب ہیں اور پھر اہم ترین بات یہ ہے کہ مکہ سے بصرہ تک اُس زمانہ میں اکیس (۲۱) منازل تھیں اور کسی منزل کا نام الحوب نہیں بلکہ اس تمام راستہ میں الحوب نام کا کوئی مقام نہیں (کتاب الخراج وصنعۃ الکتابۃ مؤلفہ ابو الفرج قدامہ بن جعفر متوفی ۲۶۰ھ)

مگر جس مقام پر سلمٰے کو سیدنا خالدؓ نے شکست دی اس کا نام تمام تاریخوں میں الحوب مرقوم ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک ایسے مقام کو جہاں کفر و اسلام کی جنگ ہوئی ہے اور ایک ایسی عورت کو جو مرتد ہو کر باغی ہو چکی ہو اور اس معروف مقام پر مسلمانوں سے برد آزما ہو۔ اُسے بالکل نظر انداز کر کے نبی علیہ السلام کی سب سے چہیتی محبوبہ کو کھینچ تان کر نشانہ سب و تضحیک بنایا جائے۔ اور اکثر اردو مصنفین اس پر طرح طرح سے زورِ قلم صرف کریں۔

اللہ تعالیٰ ایسے بد باطن لوگوں سے ہم سب کو اپنے امن میں رکھیں۔ یہاں ایک اور بات پر بھی غور کیجئے۔ کیا سفر کے دوران قافلوں پر کتے نہیں بھونکتے کیا کسی اور مقام پر کُتے بھونکتے وقت سیدنا عائشہؓ نے دریافت نہ فرمایا کہ یہ کونسا مقام ہے کہ کُتے بھونک رہے ہیں۔

یہ بالکل اسی قسم کی بکواس ہے جیسے شعب ہاشم ؓ کو شعب ابی طالب بنا دیا گیا۔ اور عبد المطلب کے وصی زبیر کو جنہوں نے ان کی وفات کے بعد نبی علیہ السلام کی کفالت کی جو حلف الفضول کے بانی، نیکی، رحمدلی، شاعری اور فصیح البیانی میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے کو نظر انداز کر کے ابو طالب جیسے لنگڑے، مفلس، قلاش اور پکے کافر کو نبی علیہ السلام کا کفیل بنا کر دکھایا (طبقات کبیر جلد اول، انسان العیون جلد اول ص ۱۳۵)

جو شخص مفلسی کی وجہ سے اپنی اولاد کی پرورش سے معذور تھا وہ نبی ؐ کا کفیل کیسے بن گیا۔؟

صدیقہ کائنات ؓ کی بلند مرتبی کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہے کہ آپ کے فتاویٰ شرعیہ حل مشکلات علمیہ، بیان روایات عربیہ اور واقعات تاریخیہ کے علاوہ ۲۲۱۲ احادیث آپ سے مروی ہیں متفق علیہ ۱۷۴ صرف بخاری میں ۵۴ صرف مسلم میں ۶۷ دیگر کتب معتبرہ میں ۲۰۱۷ (امام ابو محمد علی بن احمد بن حزم اندلسی)

فاضل مؤلف نے اپنی اس تالیف میں صدیقہ کائنات ؓ کے عنوان کے تحت صدیق اکبر ؓ کے فضائل کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔ حالانکہ آپ کے تفصیلی حالات کی یہاں ضرورت نہ تھی۔ اور پھر اہم ترین بات ہے کہ اہل سنت والجماعت

ف:۔ امام ظاہری نے دیگر مکثرین فی الروایات کا ذکر بھی کیا ہے۔ فاروق اعظم ؓ ۵۳۷، علی مرتضیٰ ؓ ۵۸۶۔ ابن مسعود ۸۰۰ سے کچھ زائد جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن عباس ۱۵۰ سے زائد۔ عبد اللہ بن عمر و انس ؓ صدیقہ کائنات ؓ کے برابر۔

(کتاب الفصل فی الملل)

کہ تمام فرقے صحابہ کرام ؓ کے فضائل و شرف کے قائل ہیں۔ سورج سامنے موجود ہے اور تمام دیکھنے والوں کو نظر آتا ہے انہیں بار بار یہ کہہ کر سورج کی طرف دیکھنے کی نصیحت کرنا کچھ جچتی بنتی بات نہیں۔ سورج اندھوں کو دکھانا مطلوب ہے۔ اور اندھے تب ہی دیکھ سکتے ہیں کہ ان کی آنکھوں پر عمل تلقیح کیا جائے ؓ

۳۔ ام المومنین سیدہ حفصہ ؓ بنت سیدنا فاروق اعظم ؓ

سیدنا فاروق اعظم ؓ کائنات ارضی پر آج تک جتنے حکمران گزرے ہیں ان سب کے مقابلہ میں فتوحات، عظمت، دانائی، بہادری، عدل و انصاف، رعیت پروری، حشمت و جلالت، رحمدلی و فیاضی، بخشش و ایثار میں فاروق اعظم ؓ کا ثانی نہ پیدا ہوا اور نہ ہو گا۔ آج دنیائے شیعیت ان کی عظیم شخصیت پر کیچڑ اچھالے تو سوائے افسوس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ مگر سیدنا علی ؓ کا یہ کردار ان کی کتابوں سے اب کون مٹا سکتا ہے

آپ نے اپنی لخت جگر سیدہ ام کلثوم ؓ آپ کے نکاح میں دیدی ؓ

(۱) اس ضمن میں راقم الحروف کی تالیف مقام صحابہ غیر مذہب کی کتب سے۔ کا مطالعہ کیجئے۔

(۲) ۱۔ فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ پر تین حدیثیں صفحہ ۳۱۱ پر احادیث (۲) الصافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ جزو سوم باب ۶۱ ص ۲۸۱-۲۸۲ (۳) الاستبصار ص ۱۸۵ (۴) تہذیب (۵) شافی و تنزیہ الانبیاء والائمہ۔

(۶) شرح نہج البلاغۃ از عز الدین ابی حامد عبد الحمید بن ہبۃ اللہ المدائنی الشہیر بابن ابی الحدید جزو ثانی ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب عربیہ الکبریٰ مصر (۷) مجالس المومنین (۸) مصائب النواصب (۹) سیف صارم (۱۰) خرائج و جرائح (۱۱) بحار الانوار (۱۲) شرح الشرائع قمی (۱۳) کتاب الشہادت ص ۹۵ ج ۲ (۱۴) الفرق۔

کیا اس مقام پر میں شیعہ اصحاب سے یہ پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ آپ کی تمام امہات الکتب میں اس نکاح کا ذکر موجود ہے۔ تو آپ کس ثبوت کی بنا پر اس سے انکار کرتے ہیں۔

سیدہ حفصہؓ اسی جلیل القدر باپ کی ذی مرتبت بیٹی تھیں۔ اور جو علم الٰہی میں روزِ الست سے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مومنوں کی ماں ہیں۔

بعض مفسرین وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اُم المومنینؓ کی طرف اشارہ ہے۔ مگر ان لوگوں سے کوئی پوچھے میاں جس بات کو اللہ تعالےٰ نے بطور راز رکھا اس پر تمہیں یوں بیکل ہونے کے لئے کس حکیم نے بدہضمی کی گولی دی ہے، وہ سیدہ حفصہؓ ہوں یا اُمہات المومنینؓ سے کوئی اور جب اللہ تعالےٰ کو اُن کی عزت و حرمت کا اتنا پاس ہے کہ کسی کا نام نہیں لیا تو تم کو اس بارہ میں یہ جرأت کیسے پیدا ہوئی۔

اُم المومنین سیدہ صفیہؓ بنت حیؓ بن اخطب

مومنوں کی یہ جلیل القدر ماں اپنی روحانی ذریت کے لئے کس قدر رحمت و برکات لائیں، یہود کے تمام قبائل سے گویا نبی علیہ السلام کا رشتہ مصاہرت قائم ہو گیا اور وہ لوگ ایک وقت تک اپنی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے رُک گئے۔

شیعیت نے کس چابکدستی، عیاری، چالاکی اور ہوشیاری سے آپ پر کیچڑ اُچھالا ہے، چنانچہ حیات القلوب جلد دوم میں مرقوم ہے کہ جب حضرت امیرؓ نے خیبر کے دروازے کو حرکت دی تو قلعہ کانپنے لگا۔ جتنے لوگ قلعہ پر تماشہ دیکھنے کے لئے کھڑے تھے (غالباً مداری کے کھیل کا تماشا تھا) سب زمین پر گر پڑے۔ حضرت صفیہؓ بھی اُن میں تھیں (گویا قلعہ کے حاکم کے گھرانے کی مستورات قلعہ کی فصیل پر تماشہ دیکھنے گھروں سے نکل آئی تھیں)

آپ جب نبی علیہ السلام کے پیش ہوئیں تو حضورؐ نے دریافت کیا تمہیں یہ چوٹیں کیسے آئیں تو حضرت صفیہؓ نے (اس تماشہ کا) تمام واقعہ بیان کیا۔

(حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۵۵۹ طبع نولکشور، انوار نعمانیہ از سید نعمت اللہ الجزائری صفحہ ۴۲ تحفہ شیعہ دہلہ حیدریہ صفحہ ۵۶ سطر ۵ تا ۷ بحوالہ حضرت علیؓ سبائیوں کی نظر میں مؤلفہ جناب ابو یزید محمد دین بٹ)

امام باقرؒ سے روایت ہے کہ امیر المومنینؓ نے قلعہ کا دروازہ پکڑ کر ہلایا یہاں تک کہ اُسے اکھیڑ ڈالا، تمام قلعہ پر ایسا زلزلہ آیا کہ صفیہ دختر حی ابن اخطب تخت سے گر پڑی اور اس کا چہرہ زخمی ہو گیا (کوکب دری صفحہ ۲۰۹ طبع لاہور، حیات القلوب صفحہ ۱۵۴ بحوالہ حضرت علیؓ سبائیوں کی نظر میں مؤلفہ جناب ابو یزید محمد دین بٹ)

امام باقرؒ کی اس روائیت میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجئے کہ یہ مذہب حضرت اُم المومنینؓ کا ذکر کس رقیبانہ انداز میں کرتا ہے۔ صفیہ تخت سے گر پڑی۔ اس کا چہرہ مجروح ہوا۔ اور مجرم ہاند از لطفِ رب

ان دونوں روائتوں پر غور کیجئے۔ ایک صاحب الاب رہے ہیں کہ موصوفہ دیوار پر کھڑی تماشہ دیکھ رہی تھیں۔ دوسرا اُنہیں تخت نشین بیان کرتا ہے لیکن دونوں کے بیان میں جریانِ قدر مشترک کے طور پر موجود ہے وہ ایک ہی ہے۔ یعنی موصوفہ علیؓ کے دروازہ ہلانے سے زخمی ہوئیں کیا تمام قلعہ میں یہی واحد خاتون تھیں جو زخمی ہوئیں یا دوسرے زخمی اس برسات کے اندھے کو نظر ہی نہیں آئے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کی زبان و قلم سے اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے

اس کا رسولؐ۔ امہات المؤمنینؓ بچیں نہ صحابہ کرامؓ اور پھر یہ سلسلہ انہوں نے یہاں ہی ختم نہ ہونے دیا بلکہ جس اہل بیت کی محبت کا دم بھرتے ہیں جن آئمہ کے نام لیوا کہلاتے ہیں۔ اُن کو بھی انہوں نے معاف نہ کیا۔

ام المؤمنین سیدہ ماریہ قبطیہ حضرت ابراہیمؑ آپ کے بطن سے تھے جن کی وفات کے وقت نبی علیہ السلام نے فرمایا ولا تغنی عنک شیئاً علم الٰہی کے سامنے ہم تیرے کسی کام نہ آ سکے یہی خبر انہی کی وفات پر سورج گرہن کو لوگوں نے حضرت ابراہیم کی وفات کا سبب گردانا تو آنحضرتؐ نے منع فرمایا اور اسی موقع پر مردوں پر رونے پیٹنے اور واویلا کرنے سے روکا۔ یہ تین امورات شیعیت کی جان ہیں جن سے آپؐ نے روکا۔ غرضیکہ اہل تشیع انہیں وجوہات سے امہات المؤمنین اور آنحضرتؐ کی اولاد پر سوائے سیدہ فاطمہؓ کے طعن کرتے ہیں۔

اُم المؤمنین سیّدہ زینبؓ بنت جحش

موصوفہ سے نبی علیہ السلام کا نکاح ایک طرف یہود و نصاریٰ کے لئے آج تک سوہانِ روح بنا ہوا ہے اور دوسری طرف اہل تشیع کے لئے۔ زید بن حارثہ غلام تھے نبی علیہ السلام نے انہیں آزاد فرمایا تو وہ آنحضرتؐ کے گھر کے ایک فرد سمجھے جانے لگے۔ یہاں تک کہ زید بن محمدؐ مشہور ہو گئے۔ نبی علیہ السلام نے شرفِ انسانیت سے غلامی کی بدنمائی کا دھبہ دور کرنے کے لئے موصوفہ کا آپ سے نکاح کر دیا۔ کہاں ایک غلام اور کہاں ایک قریشی خاندان رئیس کی بیٹی۔ یہ نظارہ چشمِ فلک کہاں دیکھا ہوگا۔ میاں بیوی کے حالات موافق نہ رہ سکے اور آخر طلاق ہو گئی۔ ایک رئیس گھرانے کی بیٹی کی طلاق ـــ مطلقہ کے لئے پہلا صدمہ ہی کہ ایک غلام سے نکاح ہوا بہت بڑی آزمائش تھی کہ اب طلاق نے اس صدمہ ـــ کو اضعافاً مضاعفہ کر دیا۔

عرب میں منہ بولے بیٹے کو بیٹا ہی سمجھا جاتا تھا۔ اور زیدؓ نبی علیہ السلام کے منہ بولے بیٹے مشہور ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو اس نکاح کے ذریعے کئی اہم حقائق ارشاد فرمانے تھے۔

۱۔ محمدؐ کسی کے باپ نہیں۔

۲۔ آپؐ سے محبت صرف اس وجہ سے کی جائے کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

۳۔ آپؐ خاتم النبیین ہیں۔

۴۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۵۔ کسی غیر کے بیٹے کو متبنیٰ بنانے سے خاندان کی وراثت کے متعلق جھگڑوں کا خاتمہ۔

۶۔ باپ وہی ہے جس کے صلب سے پیدا ہو۔

۷۔ ماں وہی ہے جس کے بطن سے پیدائش ہوتی ہے۔

اور سب سے اہم ترین نکتہ جو اس آیت میں ہے وہ یہ ہے جو قدیم سے سنت اللہ کے طور پر اپنے شواہد و نظائر کے ساتھ موجود تھا یعنی اگر کوئی آدمی پیغمبرؐ کی اولاد سے بھی ہو اور اس کے اعمال غیر صالح ہوں تو وہ علم الٰہی میں اس پیغمبرؐ کی آل سے منسوب نہیں ہوگا۔

عیسائیت کو اس نکاح سے جو رنج پہنچا وہ اس وجہ سے تھا کہ ایک انسان اگر انسان ہوتے ہوئے جبکہ کسی کے صلب سے نہ ہو اس کا بیٹا نہیں ہو سکتا۔ تو عیسیٰؑ جو انسان تھے کس طرح خدا کے بیٹے ہو سکتے ہیں اسی طرح یہودی حضرت

عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ اور یہ واقعہ اُن کے منہ پر ایک زناٹے دار تھپڑ تھا عیسائیوں اور یہودیوں کی ناراضگی کی تو ایک وجہ تھی مگر قارئین حیران ہوں گے کہ اہل تشیع کو اس نکاح سے کیوں کد یا دشمنی ہے۔ اس کے لئے ذرا تفصیل کی ضرورت ہے، قرآن مجید میں ہے:۔

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ۲۵/۴

"اے نبی کہہ دیجئے میں تم پر اس سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا مگر دوستی بیچ قرابت کے"

اس کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے نبی علیہ السلام کو فرمایا کہ ان لوگوں کو کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجر یا معاوضہ طلب نہیں کرتا۔ سوائے اس کے کہ تم میرے رشتہ داروں سے محبت کرو۔ اور اس کا مطلب ان لوگوں کے نزدیک یہ ہے نبی علیہ السلام کی آل سے محبت کرنا ایمان کا اہم ترین تقاضا ہے۔

اس آیت سے اس قسم کا مفہوم لینے والوں کی نظر ہیں محدود ہی نہیں بلکہ وہ ضلالت و گمراہی کے سراب میں تاملک ٹوئیے مار رہے ہیں۔ قرآن اپنی آیات کی بعض مقامات پر خود بڑی وضاحت سے تفسیر کرتا ہے۔

چنانچہ پانچویں پارہ میں ہے:۔

۱۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً ان ھو الا ذکریٰ للعالمین

"کہہ دیجئے میں اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا مگر نصیحت واسطے عالمین کے۔"

۲۔ نوح علیہ السلام کے ذکر میں۔ لا اسئلکم علیہ مالا ان اجری الا علی اللہ ۱۲/۳

"نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ مال اس کے معاوضہ میں مگر اوپر اللہ کے ہے"

۳۔ حضرت ہود علیہ السلام کے ذکر میں۔ لا اسئلکم علیہ اجراً ان اجری الا علی الذی فطرنی ۱۲/۵

میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا مگر اس کا اجر اس پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔

۴۔ قل ما اسئلکم علیہ من اجر الا من شاء ان یتخذ الی ربہ سبیلا ۱۹/۴

کہہ دیجئے میں کچھ سوال نہیں کرتا تم سے کسی اجر کا مگر یہ کہ جو کوئی چاہے طرف رب اپنے کی طرف راستہ"

۵۔ وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العالمین ۱۹/۸ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴

"کہہ دیجئے میں اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا اس کا معاوضہ اوپر پروردگار عالموں کے ہے۔ مزید دیکھئے پارہ ۲۳ ۱۴/۴

ان تمام مقامات میں سے الا المودۃ فی القربیٰ صرف ایک مقام پر آیا ہے اور باقی مقامات پر انبیاء نے اپنی تبلیغ کا اجر اللہ تعالیٰ پر چھوڑا ہے۔ سخت حیرانی کی بات یہ ہے کہ باقی پیغمبر تو تبلیغ کا اجر اللہ تعالےٰ پر چھوڑیں اور محمد رسول اللہ یہ فرمائیں کہ میں نے ۲۳ سال جو تکلیفیں برداشت کر کے کفر و شرک کی دلدلوں سے تمہیں نکال کر شاہراہ توحید دکھائی ہے۔ اس کا معاوضہ صرف یہ ہے کہ میری اولاد سے محبت کرو۔

کتنا گستاخانہ بھونڈا سوقیانہ مبتذل اور انتہائی گھٹیا تخیل ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ جہالت بھی۔ آیت مذکور کے معانی مفسرین نے تین طور پر کیے ہیں۔

۱۔ "میرے ساتھ محبت کرو بسبب خویشی اور رشتہ داری کے جو تمہارے ساتھ رکھتا ہوں"۔

۲۔ "عبادت اور اطاعت کے ساتھ اللہ کی نزدیکی ڈھونڈو"۔

۳۔ "میرے خویشوں اور رشتہ داروں سے محبت کرو"۔

اب قابلِ غور امر یہ ہے کہ اگر آخر الذکر تفسیر ہی مراد ہو تو دیکھنا یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے وہ رشتہ دار یا حضور کی بیٹیوں کی وہ اولاد جنہیں دین سے کوئی تعلق ہی نہیں ان سے بھی محبت کرنے کا حکم ہے۔ رشتہ داروں میں تو ابولہب بھی ہے اور اولاد میں وہ علوی لوگ بھی ہیں جنہوں نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر شراب نوشی کی۔ لوگوں کی بہو بیٹیاں جبراً چھینیں۔ مکہ معظمہ میں خلافِ وضعِ فطری سے نہ ہچکچاتے۔ اور آج بھی داڑھی صفاچٹ مونچھیں بڑھائے مست سانڈ بنے پھرتے نظر آتے ہیں۔

ام المومنین سیدہ زینب علیہا السلام سے نکاح ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم کے ارشاد کا موجب بنا۔ اور مجوسی و سبائی تحریکوں پس منظر پر پانی پھر گیا۔ اور مودۃ القربیٰ کی جو عمارت انہوں نے کھڑی کی تھی وہ بنیادوں سے ہی پیوندِ خاک ہو گئی۔

ام المومنین سیدہ زینب صلوات اللہ علیہ کی ذاتِ اقدس کا امت پر یہ احسانِ عظیم ہے کہ آپ کی وجہ سے جہاں عیسائیت اور یہودیت

ثنویت کا بت پاش پاش ہوا وہاں رفض و شیعیت کا مفروضہ "مودۃ القربیٰ" پیوندِ خاک ہوا۔ امہات المومنینؓ کے متعلق فاضل مولف نے جو نقشہ ترتیب دیا ہے وہ ایک قاری کے لیے تشنۂ معنی ہے نیز ذیل کا نقشہ دیکھ کر ہی امہات المومنین سے دنیائے شیعیت کے بغض کا پس منظر واضح ہوتا ہے۔ اس لیے اسے اس مقام پر لکھا جاتا ہے۔

امیر المومنین سیدنا امیر معاویہؓ نے ۵۶ھ میں امیر یزیدؒ کی ولی عہدی کی بیعت لی اس وقت امہات المومنین میں سے صدیقہ کائنات سیدہ عائشہؓ، سیدہ حفصہؓ، سیدہ سلمہؓ، سیدہ جویریہؓ، سیدہ ام حبیبہؓ، سیدہ صفیہؓ، سیدہ میمونہؓ زندہ تھیں دیگر صحابہ کرامؓ کی طرح ان سب نے بھی امیر یزیدؒ کی ولی عہدی کی بیعت کی۔

کیا ان کا یہ جرم کوئی کم جرم تھا کہ اہل تشیع اس جرم کو معاف کر دیتے بلکہ سیدہ جویریہؓ نے تو امیر یزیدؒ کی خلافت کا زمانہ بھی پایا اور بعض روایات کے مطابق سیدہ ام سلمہ بھی امیر یزید کی خلافت کے وقت بقید حیات تھیں۔ اگر اہل تشیع اپنے طعن و تشنیع کا رخ اس طرف نہ گھمائیں تو ان کے موقف کی پہلی خشت ہی پیوندِ خاک ہو جاتی ہے۔

کاش کہ میں تمام امہات المومنینؓ کے ذکر سے سعادت حاصل کر سکتا اللہ تعالیٰ فاضل مولف، فاضل مترجم اور اس ناچیز اور تمام مسلمانوں کو ان عظیم ماؤں کے ارشادات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللھم صل علی محمد و علی آلہ و اصحابہ و ازواجہ و بارک و سلم

حکیم فیض عالم صدیقی

نمبر شمار	اسمائے گرامی ام المومنین	پہلے خاوند کا نام	عمر بوقت نکاح	تاریخ نکاح	نبی ؐ کی عمر	عرصہ رفاقت	سن وفات	عمر	مقام دفن
۱	ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی	عتیق بن عائذ، ابو ہالہ	۴۰ سال	۱۵ سال قبل نبوت	۲۵ سال	۲۵ سال	۱۰ نبوت	۶۵	مکہ معظمہ
۲	″ حضرت سودہ رض	سکران بن عبدود	۵۰ ″	۱۰ نبوت	۵۰ ″	۱۴ ″	۱۹ ھ	۷۲	مدینہ منورہ
۳	″ حضرت عائشہ رض	کنواری	۹ ″	۱۱ ″	۵۴ ″	۹ ″	۵۷ ھ	۶۳	″
۴	″ حضرت حفصہ رض	خنیس بن حذافہ	۲۲ ″	۳ ھ	۵۵ ″	۸ ″	۴۱ ھ	۵۹	″
۵	″ حضرت زینب رض	طفیل، عبیدہ، عبداللہ	۳۰ ″	۳ ھ	۵۵ ″	۳ ماہ	۳۰ ھ	۳۰	″
۶	″ حضرت سلمہ رض	عبداللہ بن الاسد	۲۶ ″	۴ ھ	۵۶ ″	۷ سال	۶۰ ھ	۸۰	″
۷	″ حضرت زینب رض	زید بن حارثہ	۳۶ ″	۵ ″	۵۷ ″	۶ ″	۵۶ ″	۵۱	″
۸	″ حضرت جویریہ رض	سافع بن صفوان	۲۰ ″	۵ ″	۵۷ ″	۶ ″	۵۶ ″	۷۱	″
۹	″ حضرت ام حبیبہ رض	عبیداللہ بن جحش	۳۶ ″	۶ ″	۵۸ ″	۶ ″	۴۴ ″	۷۲	″
۱۰	″ حضرت صفیہ رض	سلام بن مشکم، کنانہ بن ابی الحقیق	۱۷ ″	۷ ″	۵۰ ″	۳ ۳/۴ ″	۵۰ ″	۵۰	″
۱۱	″ حضرت میمونہ رض	حویطب بن عبدالعزیٰ (ابو رہم بن عبدالعزیٰ)	۳۶ ″	۷ ″	۵۹ ″	۳ ۱/۲ ″	۶۱ ″	۸۰	سرف نزد مکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نذرانۂ عقیدت

میں اس مختصر کتاب کو قائد، امام، زعیم، راہنما، شافع، حبیب رسول اور نبی اعظم جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنتی روح اور ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، طاہرات، مزکیات، مکرمات، منعمات، مرضیات من اللہ کے جنتی ارواح کے لئے نذرانۂ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

اور پُر امید ہوں اللہ تعالےٰ اسے شرفِ قبولیت سے نوازے گا، کیونکہ اللہ تعالےٰ ہی میرا وکیل اور محافظ ہے۔

"محمد محمود"

۱؎ روح سے مراد اگر پیغام وحی ہے تو واقعی ہی بہتر ہے اور اگر اس کے برعکس کوئی مقصد ہے تو وہ غیر صائب ہے۔ (مترجم)